وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا ءَامَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِۦ ط
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ
فِى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾
لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ
السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾

اور جب آتے ہیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے حالانکہ وہ (یہاں) داخل بھی ہوئے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے بھی کفر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپا رہے تھے * اور آپ دیکھتے ہیں بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑے تیز رفتاری سے گناہ اور زیادتی کرنے میں اور حرام خوری میں بے شک یہ بہت ہی برے کام کرتے رہے ہیں * کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بے شک بہت برے ہیں وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے۔ (۵/۶۱ تا ۶۳)

۶۱۔ منافقوں کی ایک بدخصلت بیان ہو رہی ہے کہ ظاہر میں تو وہ مومنوں کے سامنے اظہار ایمان کرتے ہیں اور باطن ان کے کفر سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کفر کی حالت میں اور تمہارے پاس سے جاتے ہیں تو اسی حالت میں۔ تمہاری باتیں تمہاری نصیحتیں ان پر کچھ بھی تو اثر نہیں کرتیں بھلا یہ پردہ داری انہیں کیا کام آئے گی جس سے کام پڑتا ہے وہ تو عالم الغیب ہے دلوں کے بھید اس پر روشن ہیں وہاں جا کر پورا پورا بدلہ بھگتنا پڑے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۶۲۔ اور آپ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکثر یہودیوں کو دیکھو گے کہ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے اور حرام مال رشوت وغیرہ کے کھانے کی طرف جلدی کرتے ہیں برا عمل ہے ان کا یہ فعل (تفسیر جلالین)

۶۳۔ پہلے ان (یہودیوں) کے عوام پر عتاب تھا کہ وہ حرام خوری اور بے دینی میں مبتلا ہو رہے ہیں یہاں ان کے علماء اور درویشوں پر تنبیہ ہو رہی ہے کہ یہ لوگ کیوں ان کو ایسی بری باتوں سے منع نہیں کرتے اور جب جس قوم کے علماء اور عوام کا یہ حال ہوتا ہے تو وہ قوم کیونکر فلاح اور سعادت کا منہ دیکھ سکتی ہے (تفسیر حقانی)

مفردات مزید: دَخَلُوْا: وہ داخل ہوئے، وہ چلے آئے۔ دُخُوْلٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب • خَرَجُوْا: وہ نکلے۔ خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب • يَكْتُمُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع کَتْمٌ مصدر۔ مثبت: وہ چھپاتے ہیں۔ چھپا لیتے ہیں (منفی: نہیں چھپا سکتے، نہ چھپا سکیں گے) • يُسَارِعُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع مُسَارَعَةٌ مصدر (مفاعلة) وہ جلدی کرتے ہیں۔ تیزی کے ساتھ داخل ہوتے ہیں • اِثْمٌ: گناہ۔ جمع اٰثَامٌ • عُدْوَانٌ: ظلم ستم، زیادتی۔ تاج العروس میں عدوان کے معنی عدالت کو نظر انداز کرنے یا حد سے گزر

جانے کے لکھے ہیں۔ بعض علماء سے نقل کیا گیا ہے کہ "عُدوان" کے معنی ہیں بری طرح حد سے بڑھ جانے کے
خواہ یہ بات قوت (استعداد) میں ہو یا فعل میں یا حال میں ہی۔ • أَكْلِهِمُ : ان کا کھانا۔ اَکل
مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ • السُّحْتَ : حرام، اصل میں یہ وہ چھلکا جسے
جڑ سے اکھیڑ لیا جائے سحت ہے اور اسی سے سُحت کا استعمال اس ممنوع فعل کے لئے ہوتا
ہے کہ جس کے مرتکب کو عار دامن گیر ہو، گویا وہ اپنے دین و مروت کی جڑ کاٹتا ہے
مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں "گفتگو میں یہ کبھی مکروہ کے لئے آتا ہے اور کبھی حرام کے لئے اور قرائن
سے اس کا پتہ چلتا ہے (تاج العروس شرح قاموس بحوالہ لغات القرآن) • الرَّبَّانِيُّونَ :
زاہد، خدا پرست، درویش، اللہ والے مربی، مرشد خلق۔ رَبَّانِيٌّ کی جمع بحالت رفع۔ امام راغب
لکھتے ہیں۔ رَبَّانِيٌّ کے متعلق بعض کا قول ہے کہ وہ رَبَّان کی طرف منسوب ہے۔ اور بعض کا قول
ہے کہ یہ رَبٌّ کی طرف منسوب ہے جو مصدر ہے اور ربانی وہ ہے کہ جو علم کی پرورش کرے جیسے کہ حکیم ہے
اور بعض کا قول ہے کہ یہ منسوب تو اسی طرف ہے جو مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں اس شخص کے
جو اپنے نفس کی علم کے ذریعہ تربیت کرے اور حقیقت میں یہ دونوں معنی باہم متلازم ہیں کیونکہ
جس نے بذریعہ علم اپنے نفس کی پرورش کی اور جس نے علم کی پرورش کی اس نے اس کے ذریعہ اپنے
نفس کی پرورش کی اور بعض کا قول ہے کہ یہ رَبٌّ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے پس جیسے الٰہی
اسی طرح ربانی ہے اور نون کی زیادتی اس میں ایسی ہے جیسے کہ اہل عرب لحیانی اور جسمانی کے بولتے وقت کرتے ہیں اور
بعض کا قول ہے کہ لفظ رَبَّانِيٌّ اصل میں سریانی ہے اور یہی زیادہ مناسب
معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ اہل عرب کے کلام میں قلیل الوجود ہے • الْأَحْبَارُ : علماء۔ حِبْر کی جمع
• يَصْنَعُونَ : جمع مذکر غائب مضارع صُنْعٌ (فتح) وہ بناتے تھے۔

• یہ آیت (۶۱/۵) یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی حضور نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا اظہار کیا اور کفر و ضلال چھپایا۔ اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت نازل فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال کی خبر دی۔

• بعض علماء کے نزدیک اثم سے مراد گناہ اور عدوان سے مراد ظلم ہے اور بعض کے پاس اثم سے مراد
توریت کی بعض آیات کو چھپانا اور عدوان سے مراد توریت میں کچھ اپنی طرف سے بڑھانا۔ حرام خوری کا خصوصیت
کے ساتھ ذکر اس لئے کیا گیا کہ وہ رشوتیں کھا کر لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روکتے تحریف
توریت پر آمادہ کرتے اور راہ حق سے منع کرتے تھے یہ وصف خصوصیت کے ساتھ قابل مذمت تھا

• علامہ بیضاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ لولا اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لئے ہوتا ہے
یعنی انہوں نے کیوں ایسا نہ کیا۔ کیوں اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی۔ اور اگر

مضارع میں داخل ہو تو کسی کام پر برانگیخت کرنے اور اکسانے کے لئے ہوتا ہے یہاں مضارع پر
داخل ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے
ہوں۔ لوگوں کو حرام کاری اور حرام خوری سے منع کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں حضرت
ابن عباس رضؓ نے فرمایا "یہ قرآن کریم کی سخت ترین آیت ہے" (کشاف) اور ضحاک
کہتے ہیں۔ "میرے نزدیک قرآن میں اس سے زیادہ خوف دلانے والی کوئی آیت نہیں۔"
(الفتاویٰ) اس میں علماء اسلام کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید بلیغ ہے
علامہ قرطبی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ کو حکم دیا گیا کہ فلاں گاؤں کو
برباد کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ اس میں تو فلاں عبادت گزار رہتا ہے۔ حکم ہوا کہ
ہلاکت کی ابتداء اسی سے کرو۔ کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے شریعت کے احکام
کی خلاف ورزیاں ہوتی رہیں اور کبھی اس کے چہرے کا رنگ تک بھی میلا نہ ہوا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ
بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ
وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝
وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ
لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَ
كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ان کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے سے لعنت
ہے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے اور (اے محبوب) یہ جو تمہاری طرف تمہارے
رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی ہوگی اور ان میں ہم نے
قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے
بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا * اور
اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور
ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے * اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور
جو کچھ ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے اترا تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے
پاؤں کے نیچے سے ان میں کوئی گروہ اعتدال پر ہے اور ان میں اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں

(۵/۶۴-۶۶)

۶۴- اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں سے مطلب ان (ملعون یہودیوں) کا یہ نہ تھا کہ ہاتھ جکڑ دیئے گئے ہیں بلکہ
مراد اس سے بخل تھا (یہی محاورہ قرآن میں اور جگہ بھی ہے فرماتا ہے "لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
اِلٰى عُنُقِكَ * ... الخ" یعنی اپنے ہاتھ اپنی گردن سے باندھ بھی نہ لے اور نہ حد سے زیادہ کھول دے
کہ پھر تو ملامت اور ندامت کے ساتھ بیٹھ رہنا پڑے (۱۷/۲۹) اس آیت میں بخل سے اور اسراف سے روکا گیا ہے)
ملعون یہودیوں کی بھی ہاتھ بندھا ہونے سے یہی مراد تھی فنحاص نامی یہودی نے یہ کہا تھا * جس پر حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے پیٹا تھا ایک روایت میں ہے کہ شاس بن قیس نے یہی کہا تھا جس پر یہ آیت اتری۔ اور
ارشاد ہوا کہ بخیل اور کنجوس ذلیل اور بزدل یہ لوگ خود ہیں * بلکہ اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں وہ سب کچھ خرچ کرتا
رہتا ہے اس کا فضل وسیع ہے اس کی بخشش عام ہے ہر چیز کے خزانے اس کے ہاتھوں میں ہیں ہر نعمت اسی کی طرف
سے ہے ساری مخلوق دن رات ہر وقت ہر جگہ اسی کی محتاج ہے * پھر فرمایا جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

اے محبوب! آپ کے پاس پڑھنے کی آسانی ہی ان شیاطین کا کفر اور حسد اور بڑھے گا ٹھیک اسی طرح مومنوں کا ایمان اور ان کی تسلیم و اطاعت بڑھتی ہے * یہ اور بات رہی کہ ان کے دلوں ہی سے خود آپس کا بغض و حسد بھی قیامت تک ختم نہیں ہوگا ایک دوسرے کے آپس ہی ہی خون پینے والے یہ لوگ ہیں ناممکن ہے کہ یہ حق پر جمع ہو جائیں یہ اپنے ہی دین ہی میں فرقے فرقے ہو رہے ہیں جھگڑے اور عداوتیں ان میں ہمیشہ سے چلی آ رہی ہیں اور جاری ہی رہیں گی یہ بسا اوقات لڑائی کے سامان کرتے ہیں جو طرف ایک آگ سی آپ کے خلاف بھڑکانا چاہتے ہیں لیکن ہر مرتبہ منہ کی کھاتے ہیں ان کا مکر ان ہی پر لوٹ جاتا ہے یہ مفسد لوگ ہیں اور اللہ کے دشمن ہیں کسی مفسد کو اللہ اپنا دوست نہیں بناتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

٦٥۔ اور بے شک اگر اہل کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور کفر سے بچتے تو ہم ان کے گناہ معاف کر دیتے اور البتہ ہم ان کو آسائش کے باغوں میں پہنچاتے۔ (تفسیر جلالین)

٦٦۔ اور اگر وہ (یہود و نصاریٰ) تورات اور انجیل کو قائم رکھتے مطلب یہ کہ ان کے ضوابط اور احکام کی پابندی کرتے یعنی ان پر عمل پیرا رہتے ان میں تغیر نہ پیدا کرتے اور نہ کوئی آیت (و حکم) پوشیدہ رکھتے انہی احکام میں سے ایک حکم یہ بھی تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور آپ کے جو اوصاف اللہ تعالیٰ نے تورات کر دیے ہیں ان کو کھول کر بیان کریں اور ان کتابوں کو بھی قائم رکھتے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف بھیجی ہیں تو اپنے اوپر اور اپنے قدموں کے نیچے سے کھاتے یعنی ان کے رزق کی انتہائی فراخی ہوتی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اوپر سے بارش ہوتی اور نیچے زمین سرسبز ہو جاتی اور کھیتیاں پیدا ہوتیں۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

مفہومات مزید: يَدٌ لغت عرب میں ید کے معانی مختلف ہیں ہاتھ، اقتدار، قابو، غلبہ، ملک، قدرت، تصرف، روکنا، برکت، سخاوت، احسان، ذلت، بھلائی، ندامت وغیرہ حقیقت میں اول الذکر معنی حقیقی وضعی ہے باقی معانی کسی قرینہ، مقام، سیاق یا اختلاف صلات کی وجہ سے مراد لیے جاتے ہیں جیسے يَدَيْتُ إِلَيْهِ میں نے اس کے ساتھ احسان کیا۔ مَالِي بِهِ يَدٌ مجھ میں اس کی طاقت نہیں يَدُهُ مُطْلَقَةٌ اس کا ہاتھ کھلا ہوا ہے یعنی وہ سخی ہے یا جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے وغیرہ • مَغْلُولَةٌ اسم مفعول واحد مؤنث مرفوع۔ غَلٌّ مصدر، گردن سے بندھا ہوا، بند، بخیل • لُعِنُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول لَعْنٌ مصدر (باب فتح)۔ ان پر لعنت کی گئی، ان کو رحمت سے دور کر دیا گیا • بَل۔ بلکہ • مَبْسُوْطَتَانِ: اسم مفعول تثنیہ مؤنث مَبْسُوْطَةٌ مفرد (اس کے ہاتھ) کھلے ہوئے ہیں، پھیلے ہوئے ہیں، دراز کیے ہوئے ہیں، فراخ ہیں یعنی وہ بڑا کریم ہے جواد ہے (باب نَصَرَ) بسیط الیدین۔ سخی، بسیط الجسم خوب تن و توش کا طاقتور آدمی بسیط الوجہ شگفتہ رو۔ بَسْطَةٌ اس کو بچھایا، پھیلایا، خوش کیا • يُنْفِقُ: واحد مذکر غائب مضارع مثبت مرفوع إِنْفَاقٌ مصدر (افعال) وہ خرچ کرتا ہے۔ •

طُغْیَانًا : سرکشی، شرارت، نافرمانی، گمراہی۔ اصل میں "طغیان" کے معنی نافرمانی اور معصیت کوشی میں حد سے بڑھ جانے کے ہیں ● عَدَاوَۃَ : عداوت، دشمنی۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ جب عَدْوٌ (جس کے معنی تجاوز کرنے اور پیوستگی اور تعلق باہمی کے ختم ہو جانے کے ہیں) کے معنی کا قلب میں اعتبار کیا جائے تو عَدَاوَۃ اور مُعَادَاۃ بولتے ہیں یعنی دل سے تعلق اور وابستگی کا منقطع ہو جانا۔ سید مرتضیٰ زبیدی نے تاج العروس میں لکھا ہے کہ عَدَاوَۃٌ عَدْوٌ سے اسم عام ہے ● بَغْضَآءَ : بغض، نفرت۔ مصدر ہے حُبٌّ کا ضد ہے ● حَرْبٌ : لڑائی، جنگ۔ جمع حُرُوْبٌ ● اَطْفَاَھَا : اس کو بجھا دیا۔ اَطْفَاَ اِطْفَاءٌ سے جس کے معنی بجھا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھا ضمیر واحد مونث غائب ● یَسْعَوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع سَعْیٌ مصدر (فتح) دوڑتے پھرتے ہیں۔ کوشش کرتے ہیں ● فَسَادًا : اسم فعل نکرہ، حالت نصب، بگاڑ، خرابی، تباہی، بگڑ جانا، خراب ہو جانا ● سَیِّاٰتِھِمْ : ان کی برائیاں، ان کے گناہ، سَیِّاٰتٌ مضاف، ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ● جَنّٰتِ : جنتیں، بہشتیں، باغات۔ جَنَّۃٌ کی جمع۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جَنّٰتِ بلفظ جمع اللہ تعالیٰ نے اس لئے ارشاد فرمایا کہ جنتیں سات ہیں۔ ۱۔ جنۃ الفردوس ۲۔ عدن ۳۔ جنۃ النعیم ۴۔ دار الخلد ۵۔ جنۃ الماوی ۶۔ دار السلام ۷۔ علیین (مفردات راغب) ● النَّعِیْمِ : اسم معرفہ مجرور، نعمت، راحت، عیش ● فَوْقِھِمْ : فوق ظرف مجرور مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ ان کے اوپر سے ● تَحْتِ : نیچے، فَوْقَ کی ضد ہے اسم ظرف ہے ● مُقْتَصِدَۃٌ : اسم فاعل واحد مونث ہے سیدھے راستے پر قائم ● سَآءَ : برا ہے، فعل ذم ہے

★ یہود کے قول مَغْلُوْلَۃٌ کی تردید ○ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہونا بھی دیکھنے اور سننے کی طرح اللہ کی ایک مخصوص صفت ہے جس کی حقیقت کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہم پر اس کو ماننا اور ایمان لانا فرض ہے لیکن انسانی ہاتھ پر اس کو قیاس نہ کرنا چاہئے۔ انسانی ہاتھ کی ہر حالت اور کیفیت سے وہ پاک ہے۔ اہل سنت کے تمام ائمہ سلف کا قول ہے کہ ان صفات کا جس طرح ذکر آیا ہے اسی کو مانا جائے اور کسی کیفیت کا بیان نہ کیا جائے (مظہری) ○ ہاتھوں کے کشادہ ہونے سے مراد انتہائی سخاوت ہے ○ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جیسا چاہتا ہے خرچ کرتا ہے ○ اچھی مقوی اور مرغن غذا جہاں صحت مند آدمی کے لئے طاقت و تندرستی میں ترقی کا باعث ہوتی ہے وہی بیمار اور مریضوں کے لئے بیماری میں اضافہ کا موجب ہو جاتی ہے ○ آیات ربانی کے مسلسل نزول اور کثرت کا یہ اثر ہوا کہ ہر آیت پر مسلسل انکار و تکذیب صرف ان کی سرکشی اور خبث باطن مظہر بلکہ ان کے کفر میں اضافہ کا سبب ہے ○ یہود و نصاریٰ کے درمیان صبح قیامت تک اختلاف و دشمنی ایک واقعہ ہے ○ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کی بھڑکائی ہوئی جنگ کی آگ کو سرد فرما دیا ○ منکرین حق زمین میں فساد مچانے کی کوششوں میں لگے رہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

☆ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ بنی اسرائیل کی لاانتہا نافرمانیوں اور سخت جرائم کے تسلسل
کے باوجود اپنے حبیب حضور انور خاتم الانبیاء ﷺ کی معرفت ان کے لئے یہ فرمان کہ اگر وہ یعنی بنی
اسرائیل اپنے تمام گناہوں، نافرمانیوں اور سرکشی کو چھوڑ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن
پاک پر ایمان لائیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اپنائیں اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں تو
ان کے سارے گناہ و خطا معاف کر دیے جاتے اور انہیں جنت نعیم سے نوازا جاتا۔

☆ آیت شریف (۵/۶۶) سے واضح ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی سے فقر و تنگدستی نہیں
بلکہ فراخی اور وسعت ہوتی ہے ○ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کی راہ
نکال دیتا ہے اور اسے ایسے ذرائع سے رزق دیتا ہے جن کا اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ
رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ
إِسْرَآءِيْلَ وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى
أَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝

اے رسول! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں (کے شر سے) یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو ✱ آپ فرمایئے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں پس آپ افسوس نہ کریں قوم کفار پر ✱ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی بنے اور صابی اور نصرانی جو بھی (ان میں سے) ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور نیک عمل کئے تو نہ کوئی خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ✱ بے شک ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے بھیجے تھے ان کی طرف رسول جب کبھی آیا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم لے کر جسے ناپسند کیا ان کے نفسوں نے تو (انبیاء کے) ایک گروہ کو تو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دیا۔ (5/67 تا 70)

67۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو حکم سرفراز فرماتا ہے کہ کل احکام لوگوں کو پہنچا دو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں "جو تم سے کہے کہ حضور علیہ السلام نے کسی نازل کردہ حکم کو پوشیدہ رکھا ہے تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا پھر اسی آیت کی آپ نے تلاوت کی ✱ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے کہا کہ لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ تمہیں کچھ باتیں حضورؐ نے ایسی بتائی ہیں جو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھی تھیں تو حضرت ابن عباس رض نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا قسم خدا کی ہمیں حضورؐ نے ایسی مخصوص چیز کا وارث نہیں بنایا (ابن ابی حاتم) صحیح بخاری میں حضرت زہری کا بیان ہے کہ اللہ کی طرف سے رسالت ہے اور نبی کے ذمہ تبلیغ ہے اور ہمارے ذمہ قبول کرنا اور تابع فرمان ہونا ہے حضور علیہ السلام

نے اللہ تعالیٰ کی سب باتیں پہنچا دیں اس کی گواہ آپ کی تمام امت ہے کہ فی الواقع آپ نے امانت کی پوری ادائیگی کی اور سب سے بڑی مجلس جو تھی اس میں سب نے اس امر کا اقرار کیا یعنی حجۃ الوداع کے خطبہ میں جس وقت آپ کے سامنے ہزارہا صحابہ کا گروہ عظیم تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے اس خطبہ میں لوگوں سے فرمایا تم سے میرے بارے میں اللہ کے ہاں سوال ہوگا تو بتاؤ کیا جواب دو گے۔ سب نے عرض کیا ہماری گواہی ہے کہ آپ نے حق رسالت ادا کر دیا اور ہماری پوری خیر خواہی کی ... * حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں جب یہ حکم نازل ہوا کہ جو کچھ اترا ہے سب پہنچا دو تو حضورؐ نے فرمایا میں اکیلا ہوں یہ سب میری مخالفت پر اکٹھا ہو جاتے ہیں تب دوسرا جملہ نازل ہوا "وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ" پھر فرمان حق تعالیٰ ہوا کہ آپ کو لوگوں سے بچا لینا میرے ذمہ ہے میں آپ کا حافظ و ناصر ہوں بے خوف و خطر رہیے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۶۸۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان پاک "قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ... الخ کہ جب تک تم توریت و انجیل اور اللہ تعالیٰ کے تمام نوشتوں پر نہ چلو گے فلاح و سعادت کا منہ نہ دیکھو گے۔ یہ مقدمہ مسلم ہے کہ اب ان کتابوں پر چلنا سوا ان تحریفات و تخریبات کی وجہ سے بجز قرآن مجید کے کہ جو ان کتابوں کا محافظ اور مہیمن ہے ... ممکن نہیں۔ مگر یہود و نصاریٰ اس بات کو کب ماننے والے تھے بلکہ سرکشی اور عناد کرنے والے تھے "وَلَيَزِيْدَنَّ ... الخ اس لئے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ پھر آپ بھی کچھ ان کی اس حالت پر رنج و افسوس نہ کرو فَلَا تَاْسَ ... الخ (تفسیر حقانی)

۶۹۔ وہ لوگ جو بظاہر ایمان ہوئے کہ ایمان ان کی زبان پر رہا دل میں نہ اترا یعنی منافقین اور یہودی، عیسائی وغیرہ اگرچہ کہ سخت گمراہ اور نافرمان ہیں مگر ہماری آغوش رحمت ان کے لئے کھلی ہے ہم کریم ہیں ان کو اعلان عام دیتے ہیں کہ ان میں جو کوئی اللہ پر اور قیامت پر ایسا ایمان لاوے جو ہمارے ہاں قبول و معتبر ہے اس طرح حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر ان سب کو مانے اور اس کے ساتھ بقدر طاقت نیک عمل بھی کرے جسے اسلام نیکی کہتا ہے تو ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کے صرف گزشتہ گناہ ہی معاف نہ کریں گے بلکہ اس کے ساتھ انہیں اپنا قرب خصوصی اور ولایت بھی عطا فرمائیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ دنیا و آخرت میں ڈر اور رنج و غم سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے۔ بے خوف و خطر ہونا اور رنج و غم سے آزاد ہو جانا ہماری سب سے بڑی نعمت ہے جو دروازہ مصطفوی سے ملتی ہے (بحوالہ ترجمۃ التفاسیر)

۷۰۔ جب کسی اللہ کے نبی نے بنی اسرائیل کو ان کی عہد شکنیوں اور غلط کاریوں پر ملامت کی اور انہیں کوئی ایسی بات کہی جو ان کی طبیعتوں پر ناگوار گزری تو وہ بھول گئے نبوت کے احترام کو بالائے طاق رکھ دیا اور انبیاء کی برملا تکذیب شروع کر دی اور زبانی انکار پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ بعض انبیاء کو قتل کر دیا (ضیاء القرآن)

مفردات مزید: بَلِّغْ تم پہنچا دو، تم تبلیغ کر دو۔ تبلیغ سے جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تَفْعَلْ تو کرے۔ تو کرتا ہے۔ تو کرے گا فعل سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر

يعصم : عصمة سے بنا ہے بمعنی حفاظت اسی سے ہے معصوم یعنی محفوظ حفظ اور عصمت دونوں کے معنی ہیں حفاظت مگر حفظ سے عصم زیادہ قوی ہے ● تُقِيمُوا : تم قائم کرو اِقَامَةٌ سے، بمعنی بجا آوری حقوق کے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر حتّٰی کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ● يَزِيدَنَّ : واحد مذکر غائب مضارع بانون تاکید ثقیلہ زِيَادَةٌ سے متعدی بلا شبہ بڑھا دے گا ● طُغْيَانًا سرکشی، شرارت نافرمانی، گمراہی اصل میں "طغیان" کے معنی نافرمانی اور معصیت کوشی میں حد سے بڑھ جانے کے ہیں یہ مصدر ہے ● كُفْرٌ : مصدر و اسم مصدر نکرہ، اسلام سے انکار، رسالت کا انکار، قیامت کا انکار وحدانیت ذاتی و صفاتی کا انکار، فرائض دین کی فرضیت کا انکار وغیرہ كُفْرًا مصدر منصوب نکرہ، انکار شریعت (وغیرہ) ● تَأْسَ : تو غم کھاتا ہے، تو غم کھائے گا۔ اَسٰی سے جس کے معنی غمگین ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل صیغہ تَأْسٰی تھا لیکن چونکہ یہاں لا نہی اس پر داخل ہے اس لئے آخر سے ی گر گئی ● صَابِئُوْنَ : فرقہ صابی۔ دین حنیف یعنی ملت ابراہیم کے متبع یعنی حنفاء کے مقابل فرقہ کا نام ہے صابی کی جمع بحالت رفع اس لفظ کے عربی ہونے میں اختلاف ہے امام سہیلی نے روض الانف میں اس کو عجمی نام بتایا ہے (علامہ مرتضیٰ زبیدی نے تاج العروس میں اپنے شیخ کے حوالے سے اس کو نقل کیا ہے) لغات القرآن میں اس کے متعلق محققانہ تفصیل ملتی ہے ● صالح : نیک، اچھا، بھلا، صلاحٌ سے جس کے معنی نیک ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر صلحاء جمع ● خَوْفٌ : ڈر، خوف، خَافَ يَخَافُ کا مصدر ہے ● حزن : غم بے قراری، رنج، اندوہ ● مِيْثَاقَ اسم مفرد، مضاف، عہد پیمان ● تَهْوٰى ، وہ خواہش کرتی ہے، وہ خواہش کرے گی، وہ چاہتی ہے وہ چاہے گی (سَمِعَ) هَوًى سے جس کے معنی خواہش کی طرف نفس کے مائل ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ● فَرِيْقَ : آدمیوں کی جماعت، گروہ۔ فِرْقَةٌ بھی گروہ کو کہتے ہیں لیکن فریق (گروہ) فرقۃ (گروہ) سے بڑا ہوتا ہے ●

● اے رسول (محتشم) آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ بھی نازل ہوا ہے سب لوگوں تک پہنچا دیجئے آپ کسی سے خوف کریں نہ اپنے ضرر کا اندیشہ کریں۔" مسروق کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے فرمایا "جو شخص تم سے کہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نازل کردہ کلام میں سے کوئی حصہ چھپا لیا (تو) وہ جھوٹا ہے۔" بعض علماء کا قول ہے کہ آیت میں رجم اور قصاص کی تبلیغ کا حکم ہے جو یہودیوں کے قصہ میں نازل ہوئی۔ بعض کے نزدیک جہاد کے متعلق اس کا نزول ہوا۔ ابن حاتم نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ جب آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عرض کیا اے میرے رب! میں کیا تدبیر کروں میں تنہا ہوں یہ سب میرے خلاف جمع ہو جائیں گے اس پر آیت نازل ہوئی "وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ" یعنی اگر آپ نے یہ حکم نہیں پہنچایا اور کوئی حکم پہنچانے سے چھوڑ دیا تو گویا آپ نے کوئی پیغام نہیں پہنچایا کیونکہ بعض حصوں کو چھپانے سے وہ حصہ بھی بیکار ہو جاتا ہے جو پہنچا دیا گیا جیسے نماز کے بعض ارکان ادا نہ کرنے سے پوری نماز بیکار ہو جاتی ہے۔ اگر بعض احکام کی تبلیغ ترک ہو جائے تو ظاہر ہے کہ لوگوں کا ایمان اس متروک حصہ پر نہ ہوگا اور اس کو ایمان نہیں کہا جا سکتا جیسے یہودی کہتے تھے کہ ہم بعض کو تو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں (اور قرآن کی نظر میں یہودیوں کا یہ ایمان عدم ایمان کی طرح قرار پایا) * اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا" یعنی آپ تبلیغ احکام میں لوگوں سے خوف نہ کریں آپ اگرچہ تنہا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ ہے * طبرانی نے حضرت عصمہ بن مالک خطمی کا بیان نقل کیا ہے کہ رات میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے آخر جب آیت "وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکی پہرہ چھوڑ دیا * یقیناً اللہ اِن کافر لوگوں کو راہ نہیں دے گا" یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو قدرت نہیں دے گا کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر سکیں آپ کو کوئی نقصان یا دین اسلام کو مٹا سکیں

● اہل کتاب سے خطاب کہ تم دین کے بارے میں جو کچھ بحث اور کلام کرتے ہو وہ جبھی قابل سماعت ہو سکتا ہے جب کہ تورات اور انجیل کی تعلیم پر قائم رہو اور اُس کے احکام کی تعمیل کرو۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر سن لو تمہارے پاس کوئی سند باقی رہ جاتی ہے جس پر کھڑے ہو سکتے ہو اور دلیل و حجت کے ساتھ

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری اس امت میں جو شخص بھی میری بابت سن لے وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

● بالتحقیق ہم نے بنی اسرائیل سے اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانے کا وعدہ لیا اور ان کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجے تو ان کا حال یہ رہا کہ جب ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسے احکام لایا جو ان کی خواہش کے خلاف ہوتی تو اس کی جھٹلاتے بعض پیغمبروں کو جھٹلایا بعض کو قتل کیا۔

وَحَسِبُوٓا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا
وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ ٧١ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰىهُ
النَّارُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ ٧٢ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ
ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّآ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ٧٣ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ
وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ٧٤

اور یہی گمان کرتے رہے کہ وہاں کچھ نہ ہوگا۔ سو اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی (ان کی توبہ قبول کی) پھر بھی ان میں کے بہت سے اندھے اور بہرے ہی رہے، اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے ان کے کام * بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں خدا وہی مسیح بن مریم ہے اور (حالاں کہ خود) مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار (ہے) بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں * بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں خدا تین میں تیسرا ہے حالاں کہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے۔ اور اگر یہ لوگ اپنے (اس) قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو لوگ کافر ہیں تو ان پر عذاب دردناک واقع ہو کر رہے گا * سو یہ لوگ اللہ کے سامنے کیوں توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے درانحالیکہ اللہ بڑا مغفرت والا بڑا رحمت والا ہے۔ (۵/ ۷۱ تا ۷۴)

اے۔ یہود و نصاریٰ اللہ کی نافرمانیوں اور تکذیب و قتل انبیاء جیسے جرائم "کے بعد بھی بے فکر ہو بیٹھے اور سمجھ بیٹھے کہ ہمیں کوئی سزا نہ ہوگی لیکن الٰہی زبردست روحانی سزا ہوئی یعنی وہ حق سے دور ڈال دیے گئے اور اندھے بہرے بنا دیے گئے نہ حق کو سن سکیں اور نہ راہ ہدایت کو دیکھ سکیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی کی لیکن اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر ایسے ہو گئے کہ حق سے نابینا اور حق کے سننے سے محروم۔ اللہ ان کے اعمال سے باخبر ہے وہ جانتا ہے کون کس چیز کا مستحق ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ے۔ سب سے اول ان (عیسائیوں) کی اول غلطی اعتقاد ظاہر فرمایا گیا ہے اور یہ اعتقاد ہر درجہ کی تاریکی روح کا باعث تھا اس لئے اس کو لفظ کفر سے تعبیر کیا (الوہیت مسیحؑ کے عقیدہ کو) لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم - عیسائیوں کے اکثر فرقے خصوصاً کلیسائے مغرب بلکہ آج کل کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ حضرت مسیحؑ کو الٰہ یعنی خدا کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کے گناہ معاف

گزرنے کے لئے حضرت مریمؑ کے شکم سے بشکل مسیح ظہور کیا۔ اس لغو اعتقاد کے ابطال میں دلائل کی ضرورت نہ سمجھ کر صرف مسیح علیہ السلام کے قول پر بس کیا کہ جس سے ان (حضرت مسیحؑ) کی الوہیت کی نفی اور عبودیت کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ وَقَالَ الْمَسِيحُ ..... الخ کہ مسیح علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے (دونوں کا) کیونکہ جو اس کے سوا اور کی عبادت کرے گا وہ مشرک ہوگا کہ جس پر جنت حرام اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۷۳۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین (عیسائی) میں کا تیسرا ہے یعنی فرقہ مرقوسیہ اور نصطوریہ کافر ہیں جو تین اقانیم (اصول) کے قائل ہیں۔ تین سے مراد بعض کے نزدیک اللہ، عیسیٰ علیہ السلام اور جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ مرتبہ ذات کا نام ہے اور عیسیٰ علیہ السلام صفت علم کا اور جبرئیل علیہ السلام صفت حیات کا۔ بعض کے نزدیک تین سے مراد ہیں اللہ (باپ) عیسیٰ علیہ السلام (بیٹا) اور مریمؑ (بیوی) اور تینوں اللہ ہیں * حالانکہ ایک معبود (حقیقی یعنی اللہ) کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ یعنی عالم ہستی اور ممکنات میں کوئی دوسرا واجب الوجود موجود ہی نہیں ہے کہ واجب الوجود اور موجد عالم ہونے کی وجہ سے مستحق معبودیت ہو سکے صرف ایک معبود اللہ موجود ہے جس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات و ماہیت میں نہ کسی وصف خصوصی میں * اگر یہ لوگ الفاظ شرک سے باز نہ آئیں گے اور توحید کامل کا اقرار نہ کریں گے تو ان کافروں میں سے ایسے لوگ جو مرتے دم تک کفر پر قائم رہے تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۷۴۔ کیا وہ اپنی غلطیوں پر اصرار کرتے ہوئے اپنے گناہ اور نیز برے عقائد سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے * اس کی توحید کا اقرار اور جتنی غلط باتیں اس سے منسوب کیں ان سے استغفار کریں * اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (بحوالہ روح البیان)

مفردات مزید: حَسِبُوْا: انہوں نے جانا۔ انہوں نے گمان کیا۔ حُسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● عَمُوْا: وہ اندھے ہو گئے (سمع) عَمًى سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● صَمُّوْا: وہ بہرے ہو گئے (فتح) صَمٌّ اور صمم سے جس کے معنی بہرا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ جو حق کی طرف متوجہ نہ ہو اور اسے قبول نہ کرے وہ اس صفت سے متصف کیا جاتا ہے ● ثُمَّ: پھر۔ حرف عطف ہے، ما قبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے، خواہ یہ متاخر ہونا بالذات ہو یا باعتبار مرتبہ کے یا وضع کے لحاظ سے ہو ● بَصِيْرٌ: دیکھنے والا۔ جاننے والا۔ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے ● يُشْرِكْ: شرک، ساجھا، ساجھی بنانا، شریک ٹھہرانا ● اَنْصَار: مددگار۔ نَصِيْرٌ اور نَاصِرٌ کی جمع جس کے معنی ہیں مددگار۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین و انصار کا ذکر ہے وہاں انصار سے انصار مدینہ مراد ہیں جو آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی بدولت اس لقب سے نوازے گئے ● ثَالِثٌ: تیسرا، اسم عدد ہے مذکر کے لئے آتا ہے ● لَيَمَسَّنَّ: واحد مذکر غائب مضارع بانون تاکید ثقیلہ مَسٌّ سے (سمع) ضرور ہی پہنچے گا ●

- یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ کوئی سزا نہیں ہوگی ۔ لیکن اصولِ الٰہی کے مطابق ان نافرمان یہود و نصاریٰ کے لئے سزا مترتب ہوئی کہ یہ لوگ حق کو دیکھنے سے اندھے اور حق سننے سے بہرے ہو گئے ۔ توبہ کے بعد پھر یہی عمل یعنی نافرمانیوں اور عدول حکمی کے سلسلے کو جاری رکھا تو اس کی وہی سزا یعنی اندھے اور بہرے ہو جانا دوبارہ مترتب ہوئی ۔ (ع ص)
- عیسائیوں کو بھی اسی اصلِ دین کی تعلیم دی گئی تھی ، یعنی ایمان و عمل کے قانون کی ' لیکن وہ بھی اس سے منحرف ہو گئے اور الوہیت مسیح اور تثلیث کا اعتقاد رکھ کر باطل پیدا کر لیا ۔ (ت) *یہ سب وعیدیں مسیحیوں یا عیسائیوں کے لئے آ رہی ہیں ۔ جو مسیح پرستی کے شرک کو اپنے لئے باعثِ نجات نہیں باعثِ فخر سمجھ رہے ہیں (م) *عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہیں ان کے اس دعوے کا بطلان خود حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے کرایا جا رہا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ۔ اگر تم مجھے خدا سمجھو گے تو شرک کا ارتکاب کرو گے اور جو شرک کرتا ہے وہ ظلم عظیم کرتا ہے اور اس روز ظالم کی امداد نہیں کی جائے گی
- بالیقین کافر ہوئے وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین معبودوں میں سے ایک ہے باقی دو خدا عیسیٰ اور ان کی ماں ہیں یہ قول نصاریٰ کے ایک فرقہ کا ہے حالانکہ "نہیں ہے کوئی معبود سوائے ایک اللہ کے" اور اگر وہ لوگ تین خدا کہنے سے باز نہ آتے اور توحید کے قائل نہ ہوتے تو البتہ ان لوگوں کو جو ان میں سے کفر پر رہیں گے عذاب دردناک پہنچے گا یعنی دوزخ کا عذاب ۔ (ج)
- یہ لوگ بارگاہ الٰہی میں اب بھی توبہ کیوں نہیں کر لیتے اس سے معافی کیوں نہیں مانگ لیتے اللہ تعالیٰ تو غفور و رحیم ہے بڑے سے بڑے مجرم کو توبہ کرنے پر بخش دیتا ہے ۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ
كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝
قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا
تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ
سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ
وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝

نہیں مسیح بن مریم مگر ایک رسول، اس سے پہلے بھی بہت پیغمبر ہو چکے ہیں ان کی والدہ
ایک راست باز عورت تھیں دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے آپ دیکھئے کہ کس طرح ہم
ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجئے کہ کس طرح وہ (الٹے) پھرے جاتے ہیں * آپ
کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی
نفع کے، اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے * کہہ دیجئے اے اہل کتاب!
حد سے نہ بڑھو اپنے دین میں اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشوں کی جو گمراہ ہو چکی ہے
پہلے سے اور گمراہ کر چکے ہیں بہت سے لوگوں کو اور بھٹک چکے ہیں راہ راست سے * بنی
اسرائیل کے کافروں پر (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)
کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے
(۵/۷۵ تا ۷۸)

۷۵۔ اور رسولوں سے مسیح علیہ السلام میں کوئی بات زائد نہ تھی موجب وہ خدا یا خدائی کا جزو نہیں تو یہ
کیوں کر ہو گئے۔؟ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا تو آدم علیہ السلام بغیر باپ اور ماں کے پیدا ہوئے تھے * جس
کی ماں ہوتی تو وہ ضرور حادث ہوتا۔ اور حادث نہ خدا ہے نہ خدائی کا جزو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ماں مریم علیہا السلام تھیں۔ دونوں کا کھانا کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھوک اور پیاس
کو دفع نہ کر سکتے تھے کھانے کے محتاج تھے اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۰ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ ماننا غلط، باطل اور کفر ہے * وہ (اور پیغمبر رسول) بھی معجزات رکھتے تھے یہ
معجزات ان کے صدق نبوت کے دلائل تھے اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی رسول ہیں ان کے معجزات
بھی دلیل نبوت ہیں لہٰذا انہیں رسول ہی ماننا چاہئے جیسے اور انبیاء علیہم السلام کو معجزات کی بنا پر خدا
نہیں مانتے ان کو بھی خدا نہ مانو * حضرت مریم علیہا السلام اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں
کی تصدیق کرنے والی ہیں * الٰہ غذا کا محتاج نہیں ہو سکتا تو جو غذا کھائے جسم رکھے اس

جسم ہی تحلیل واقع ہو غذا اس کا بدل بنے وہ کیسے اللہ ہو سکتا ہے (تفسیر صدر الافاضل حاشیہ کنز الایمان)

۷۶ - معبودانِ باطل کی جو اللہ کے سوا ہیں عبادت کرنے سے ممانعت کی جاتی ہے کہ ان تمام لوگوں سے کہہ دو کہ جو تم سے ضرر کو دفع کرنے اور نفع پہنچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے آخر تم ان کی پرستش کیے چلے جا رہے ہو؟ تمام باتوں کے سننے والے تمام چیزوں سے باخبر اللہ سے ہٹ کر بے سمع و بے بصر، بے ضرر و بے نفع و بے قدر اور بے قدرت چیزوں کے پیچھے ہو جانا یہ کونسی عقل مندی ہے

۷۷ - کہہ دو کہ اے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں ناحق حد سے نہ بڑھو کہ (حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو ان کے مرتبہ سے گھٹاؤ اور نہ اتنا بڑھاؤ جس کے وہ لائق نہیں اور اس قوم کی یعنی اپنے بڑوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے اسی حد سے بڑھنے کی وجہ سے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو انہوں نے گمراہ کیا اور سیدھی متوسط راہ سے بے راہ ہوئے ۔ (تفسیر جلالین)

۷۸ - بنی اسرائیل اپنی اولادِ انبیاء ہونے پر فخر کرتے ہیں مگر حالت ان کی یہ ہے کہ ان ہی سے کفار اسرائیلیوں پر حضرت داؤد اور حضرت مسیح بن مریم کی دو بار بددعا ہوئی اور یہ لوگ ان کی بددعاؤں سے دوبار عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوئے ✡ ان کی یہ تمام دلیریاں اس لئے ہیں کہ یہ لوگ حضرات انبیاء کرام کے نافرمان ہیں اور حد سے آگے بڑھتے رہنے دینی حدود توڑتے رہنے کے عادی ہیں (بحوالہ اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید : خَلَتْ : وہ گزر گئی ۔ خُلُوٌّ سے ماضی کا صیغہ ، واحد مونث غائب ● اُمّ : ماں ۔ خواہ قریبی ماں ہو یعنی حقیقی والدہ یا دور کی یعنی نانی پرنانی وغیرہ ۔ عربی میں سب کو "ام" کہتے ہیں یہاں تک کہ حضرت حوا علیہا السلام تک کو ام کہا جاتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبانوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو بابا آدم اور حضرت حوا کو ماں حوا کہتے ہیں ۔ کسی شے کی اصل یا اس کی تربیت و اصلاح کے ذریعہ اور سبب کے لئے بھی ام کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے خلیل نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے ام سے موسوم ہو سکتی ہے جس کی طرف اس سے تمام متعلق چیزیں ملا دی جائیں ۔ اُمُّہٗ اس کی ماں ۔ اُمٌّ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ● طَعَام : کھانا ، خوراک ، خوردنی کھلانا ، جو چیز کھائی جائے اس کا نام ہے اَطْعِمَۃٌ جمع اور کبھی طعام اسم ہوتا ہے بمعنی اطعام یعنی کھلانے کے ● اُنْظُرْ : تو دیکھ ، تو غور کر نَظَرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● یُؤْفَکُوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع مجہول ۔ پھیرے جاتے ہیں ● دُوْنِ : ورے ، سوائے ، غیر ، جو کسی سے نیچے ہو دُوْنَ کہلاتا ہے ، بعض کا قول ہے کہ یہ دُنُوٌّ کا مقلوب ہے جس کے معنی نزدیک کے ہیں ، امام سیوطی لکھتے ہیں "دُوْنَ ظرف ہو کر استعمال ہوتا ہے فوق کی نقیض ہے اور مذہب مشہور پر متصرف نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ متصرف ہوتا ہے چنانچہ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ دونوں طرح پڑھا گیا ہے پیش کے ساتھ بھی اور زبر کے ساتھ بھی اور اسم بھی واقع ہوتا ہے بمعنی غیر کے جیسے اِتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اٰلِھَۃً (اور لوگوں نے ٹھہرا رکھے ہیں اس کے سوائے

معبود) کہ دُوْنِہٖ بمعنی غیر یعنی اس کے سوا کے ہے، زمخشری نے کہا ہے کہ غیرہ کے معنی کسی چیز کے ورے کے ہیں اور حالت کا فرق بتانے کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے زَیدٌ دُونَ عَمرٍو (زید عمرو سے نیچے ہے) یعنی علم میں اس سے نیچے ہے اور اس کے معنی میں وسعت سے کام لے کر اس کا استعمال حد سے بڑھنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے جیسے اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر یعنی مسلمانوں کی رفاقت سے کافروں کی رفاقت کی طرف تجاوز نہ کرو۔ (الاتقان طبع مصری بحوالہ لغات القرآن) ● ضَرًّا: ضرر، ضرر پہنچانا، یہ ضَرَّ يَضُرُّ کا مصدر ہے جس کے معنی گزند پہنچانے کے ہیں نَفْعٌ کی ضد ہے ● نَفْعًا: مصدر منصوب (فتح) فائدہ، فائدہ پہنچانا ● لَا تَغْلُوْا صیغہ نہی ہے۔ تَغْلُوْا: تم مبالغہ کرو، تم زیادتی کرو، تم حد سے بڑھو، تم غلو کرو (نَصَرَ) غُلُوٌّ سے جس کے معنی حد سے گزرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● اَهْوَآءَ: خواہشیں، خیالات هَوٰی کی جمع ● ضَلُّوْا: وہ بہکے، وہ گمراہ ہوئے، وہ گم ہوئے، وہ کھو گئے ضَلَالٌ اور ضَلَالَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● سَوَآءَ: برابر، اسم مصدر ہے بمعنی استواء یعنی دونوں طرف سے بالکل برابر ہونے کے، نہ اس کا تثنیہ بنایا جاتا ہے نہ جمع (روح المعانی) ● لُعِنَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، لَعْنٌ مصدر (باب فتح) لعنت کی گئی، اللہ کی رحمت سے دور رہنے کی بد دعا کی گئی ● لِسَانِ: اسم مفرد۔ لسان مذکر بھی مستعمل ہے اور مؤنث بھی اس کے مختلف معانی ہیں۔ زبان، قوت گویائی، بولی، لہجہ، ذکر۔ جمع اَلْسِنَةٌ، اَلْسُنٌ، لُسُنٌ و لِسَانَات۔ لغت، خط، رقعہ ● عَصَوْا: انھوں نے نافرمانی کی، انھوں نے اطاعت نہ کی، انھوں نے کہنا نہ مانا مَعْصِيَةٌ اور عِصْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● يَعْتَدُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع اِعْتِدَاءٌ مصدر۔ وہ زیادتی کرتے تھے وہ حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے ●

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول تھے ان سے پہلے بھی بہت سارے رسول آئے تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے تھے اسی طرح حضرت مسیحؑ کو بھی معجزات عطا فرمائے گئے تھے۔ ان کی والدہ حضرت مریم نہایت نیک، راست باز، وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ تھیں وہ دونوں یعنی حضرت مسیح اور ان کی مادر مہربان کھانے کے ضرورت مند تھے۔ حضرت مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ماننا ہی حق ثابت ہے ادھر نصاریٰ کا الوہیت مسیح کا قائل ہونا اور صفت ربوبیت کی باتیں کرنا باطل ناحق اور کفر و ضلالت ہے۔ واضح دلائل کے ساتھ عبدیت و رسالت مسیحؑ کی حقیقت کو آشکارا فرمایا گیا نصاریٰ کا حق کو سننے اور غور کرنے سے اعراض تعجب خیز ہے۔

○ اللہ تعالیٰ معبود حقیقی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرنا جو نہ کسی نقصان کو روک سکے اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکے سراسر نادانی، نافرمانی، عصیان اور کفر

اور کھلا دشمن ہے۔ ضرر کا ذکر نفع سے پہلے آیا ہے کیونکہ نقصان سے بچانے کی اہمیت فائدہ
پہنچانے سے زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع و علیم ہے وہ ہر ایک کے افکار و عقائد، اقوال و اعمال
سے خوب واقف ہے اور اسی کے موافق سزا و جزا عطا فرمائے گا۔

○ اہل کتاب سے فرما دیجئے کہ اپنے دین میں ناحق و ناروا زیادتی نہ کریں۔
حدود سے تجاوز نہ کریں۔ بہت سارے لوگ اپنی خواہشات نفسانی کے اسیر ہو کر
حق و صداقت کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔ اور دوسروں کو بہکا کر گمراہ کر دیتے ہیں
لہٰذا ایسے غلو کرنے والوں زیادتی اور حد سے تجاوز کرنے والوں سے دور ہی رہو ان کی
پیروی نہ کرو کیونکہ ایسے لوگوں کی بات سننے اور پیروی کرنے میں سراسر زیاں اور نقصان ہے

○ بنی اسرائیل میں ایسے بہت سارے خواہش نفسانی میں مبتلا، نافرمان، عصیاں میں گرفتار
فرائض سے منحرف، ممنوع اور حرام کاموں کے انجام دینے والے احکام الٰہی کی تعمیل کے بجائے من مانی
کرنے والے حدود کو توڑنے والے اور کفر میں ملوث لوگ تھے جن کو حضرات داؤد و مسیح علیہما السلام
کی زبانوں سے لعنت کروائی گئی اور وہ حق کی رحمت سے دور کر دیئے گئے۔

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ ٧٩ تَرَىٰ كَثِيرًا
مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن
سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ ٨٠ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ ٨١
لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ
وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ
مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ ٨٢

جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے ✶ ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ✶ اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں ✶ ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے ✶ (۵/ ۷۹ تا ۸۲)

حدیث شریف میں ہے کہ
۷۹. سب سے پہلی برائی بنی اسرائیل میں یہی داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا اور اس سے کہتا کہ اللہ سے ڈرو اور اس برے کام کو چھوڑ دے یہ حرام ہے لیکن دوسرے روز جب وہ اس برائی کو نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا بلکہ اس کا ہم نوالہ ہم پیالہ رہتا اور میل جول باقی رکھتا اس وجہ سے سب میں ہی سنگدلی آ گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کرکے فرمایا واللہ تم پر فرض ہے کہ بھلی باتوں کا ہر ایک کو حکم کرو، برائیوں سے روکو، ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھو اور شریعت کی پابندی پر لاؤ اور اسے مجبور کرو کہ حق پر آجائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۸۰. یہود کے اسلاف کے حالات کے بعد خود ان یہودیوں کا حال بیان فرمایا گیا کہ مدینہ منورہ کے یہود کعب بن اشرف وغیرہ مشرکین عرب کو جوش دلا کر اسلام کے مقابلہ میں ابھارتے تھے اور باوجودیکہ توحید اور اقرار نبوت میں اور تصدیق توریت میں اسلام ان کا ہم زبان تھا مگر یہود نے اپنے خبث باطنی سے ان کے مقابلہ میں مشرکین عرب سے دوستی جاری رکھی۔ پھر فرمایا کہ اگر وہ اپنے نبی پر بھی بصدق دل ایمان لاتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے (تفسیر حقانی)

رکھا کرو اس سے

۸۱ - اگر یہودی یا منافق ایمان دار ہوتے تو یہ لوگ (مسلمانوں کے مقابلہ میں) دوستی نہ کرتے یا یہ مطلب ہے کہ اگر منافق ایماندار ہوتے تو یہودیوں سے دوستی نہ کرتے کیوں کہ اللہ اور آسمانی کتابوں پر ایمان اس سے روکتا ہے (تقاضائے ایمان کے خلاف ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے اللہ کے دوستوں کے مقابلہ میں دوستی کی جائے) لیکن ان میں بہت سے لوگ فاسق ہیں یعنی اللہ کے احکام کی پابندی سے باہر ہیں (تفسیر مظہری)

۸۲ - اگرچہ سارے کافر مسلمانوں کے مخالف ہیں تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یا اے مسلمان قرآن پڑھنے والے! ان تمام کفار میں سخت اور بدترین دشمن مسلمانوں کا دو قوموں کو پاؤ گے - ۱ - یہود ۲ - مشرکین یہ دونوں قومیں مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کے ہر طرح دشمن ہیں اور ان تمام کفار میں دوستی میں قریب تر مسلمانوں سے ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے تھے اب مسلمان ہو گئے یا جنہوں نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں یا جو اپنے کو عیسائی کہتے ہیں ان عیسائیوں کا مسلمانوں کی دوستی سے قریب تر ہونا تین وجہوں سے ہے ایک یہ کہ ان میں اب تک بڑے بڑے علماء ہیں ان میں تارک الدنیا خدا پرست راہب ہیں اور درویش ہیں اور ان کے دلوں میں تکبر اور اپنی بڑائی نہیں ہوتا ان کے دلوں میں تواضع و انکسار ہے - (اشرف التفاسیر)

مفردات مزید: یَتَنَاهَوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع منفی تناہی مصدر (تفاعل) آپس میں ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے ● مُنْكَرٍ: اسم مفعول نکرہ مجرور، برے کام بری بات - المنکر: اسم مفعول واحد مذکر، انکار مصدر، وہ قول و فعل جس کو عقل سلیم برا جانتی ہو اور اگر حسن و قبح کو عقل سلیم نہ سمجھ سکے تو شریعت نے اس کو برا قرار دیا ہو منکر ہے (راغب) راغب کی یہ تعریف کس قدر سنجیدہ ہے - اشاعرہ کے نزدیک منکر وہ قول و فعل ہے جس کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہو (لغات القرآن) ● سَخِطَ: وہ غصہ ہوا (سمع) سَخَطٌ سے جس کے معنی غصہ ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● تَجِدَنَّ: تو ضرور پاتا ہے تو ضرور پائے گا وُجُودٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● اَشَدَّ: نہایت سخت شِدَّةٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ● النَّاس: اسم جمع یا جمع بعض لوگوں کے خیال میں الناس کی اصل اناس تھی ہمزہ حذف کر کے عوض الف لام لایا گیا اسی لئے الف لام مع ہمزہ کے نہیں آتا اور الاناس نہیں کہا جاتا (بیضاوی) بعض نے کہا اس کا ماخذ نسی (نسیان) ہے سین اور یا کی جگہ بدل کر نیس کیا گیا پھر نیس سے ناس بنا لیا گیا اس صورت میں انسان کی اصل انسیان ہوگی بعض اہل لغت نے ناس کا ماخذ نَاسَ یَنُوْسُ نَوْسًا کو قرار دیا ہے نوس کا معنی لہریں مارنا، مضطرب ہونا - ایک یمنی شہزادے کے شانوں پر زلفیں یا گیسو لہراتے تھے اس لئے اس کو ذو نواس کہا جانے لگا اس صورت میں ناس کی تصغیر نُوَیْس ہوگی اور

واو اصلی قرار پاتا تھا۔

اَلنَّاس اسم جمع ہے مرد، عورت، بچے، بڑے، اچھے، برے، مسلمان، کافر، دانا، نادان سب کو یہ لفظ شامل ہے کبھی اہل عقل و دانش ہی مراد ہوتے ہیں یعنی صرف وہ لوگ جو خصوصیات انسانی کے حامل ہوں (المفردات) ● عَدَاوَة : عداوت، دشمنی۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ "جب عَدْوٌ (جس کے معنی تجاوز کرنے اور بے رشتگی اور تعلق باہمی کے ختم ہو جانے کے ہیں) کے معنی کا تعلق دل سے اعتبار کیا جائے تو عَدَاوَة اور مُعَادَاة بولتے ہیں۔ یعنی دل سے تعلق اور وابستگی کا منقطع ہو جانا"۔ سید مرتضیٰ زبیدی نے تاج العروس میں لکھا ہے کہ عَدَاوَةٌ، عَدُوٌّ سے اسم عام ہے ● اَقْرَبَهُمْ ان میں سب سے نزدیک۔ اَقْرَبُ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ● مَوَدَّة مصدر منصوب نکرہ (سمع) دوستی، محبت، دلی رغبت ● قِسِّيسِيْنَ : جمع، حالت نصب، قِسِّيس واحد حالت رفع میں جمع قِسِّيسُوْنَ آتی ہے۔ قِسّ اور قِسِّيس عیسائی عالم اور درویش کو کہتے ہیں یہ لفظ سریانی ہے (معجم القرآن) اسقف سب سے بڑا دینی درجہ ہوتا ہے اس سے نیچا قِسِّيس اور اس سے نیچے شماس، اس کی جمع قِسَّان اَقِسَّة اور قَسَاوِسَة بھی آتی ہے اگر اس کو عربی لفظ قرار دیا جائے جیسا کہ اہل لغت کی صراحت اور امام راغب کے کلام سے مترشح ہے تو اس کا مادہ قَسّ ہوگا جس کے معنی ہیں رات میں کسی چیز کو ڈھونڈنا ● رُهْبَان : زاہدان اہل کتاب، اہل کتاب کے درویش۔ بغوی لکھتے ہیں "رهبان عابدان صومعہ نشین ہیں۔ اس کا واحد راهب ہے جیسے فَارِس اور فُرْسَان اور رَاكِب اور رُكْبَان ہیں اور کبھی رُهْبَان واحد ہوتا ہے اور اس کی جمع رَهَابِيْن ہے جیسے قُرْبَان قَرَابِيْن" (معالم التنزیل) راغب کہتے ہیں رهبان واحد اور جمع دونوں ہوتا ہے جو اس کو واحد قرار دیتے ہیں رَهَابِيْن بناتے ہیں اور رَهَابِنَة جمع کے لئے زیادہ مناسب ہے ● يَسْتَكْبِرُوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع مرفوع۔ استکبار سے۔ منفی وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ بڑائی سے سرتابی نہیں کرتے ہیں۔ مثبت تکبر کرتے ہیں سرتابی کرتے ہیں۔

● برے کاموں سے نہ رکنا، باز نہ آنا یا ایک دوسرے کو اعمال بد سے نہ روکنا ✱ یہودیوں کے برے کاموں میں لگے رہنا اور ان سے اپنے کو دور نہ رکھنا یا آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے منع نہ کرنا اس حقیقت کو واضح کر کے فرمایا گیا کہ یہ بہت برا عمل تھا جس کے وہ عادی تھے

● اسلام نے توحید کی دعوت دی۔ تمام رسولوں اور آسمانی کتابوں کی تصدیق کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور توریت کے صحیفہ سماوی ہونے کا اظہار کیا اس لحاظ سے یہودیوں کو مسلمانوں سے دوستی کرنا اور ان سے ربط و تعلق رکھنا چاہیے تھا مگر اس کے برعکس یہود مشرکین اور کفار کے دوست اور حامی بن گئے اور اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف

اٹھاتے ہیں اور مقابلہ پر آتے اور انہیں للکارتے ہیں۔ یہ ان کے اعمال بد اور نہایت واہیات کام ہیں جو انہوں نے اپنے آگے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے خفا ہے یہود کو ان کے ان ناپسندیدہ اعمال کی سزا دائمی عذاب کی صورت میں ملے گی

● یہود اگر واقعتاً سچے دل سے نبی اور کتاب پر ایمان لاتے ہوتے تو ایسے کام ہرگز ہرگز ان سے نہ ہوتے یہود و منافق کا کفار مکہ سے ربط و تعلق اور دوستی خود اس کا ثبوت ہے کہ وہ ایمان والے نہیں اسی لئے تو مخالفین حق سے ان کی خوب چھنتی اور اہل ایمان سے انہیں عداوت و حسد تھا کیوں کہ ان میں سے اکثر فاسقین ہیں انہیں احکام الٰہی اور ان پر عمل پیرا ہونے سے کوئی علاقہ نہیں۔

● حق، اہل حق، اسلام اور مسلمانوں کے اگرچہ تمام باطل پرست مخالف و دشمن ہیں یہ واقعہ ہے کہ کفار کبھی مسلمانوں کے ہمنوا نہیں ہوتے تاہم ان میں سب سے زیادہ اہل ایمان کے عدو اور بدخواہ یہود و مشرکین ہیں وہ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و اقبال ہر چیز کے دشمن اور سب سے بڑھ کر درپے آزار رہا کرتے البتہ غیر مسلموں میں جو لوگ مسلمانوں کے قریب ہیں اور حقیقی مسلمانوں سے دوستی کا خیال بھی رہا کرتا ہے وہ لوگ ہیں جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں بہت سے اور اچھے عالم، خدا پرست درویش ہوتے ہیں جنہیں غرور و تکبر سے واسطہ نہیں